آہ! پروفیسر ابو مسعود حسن علوی (مرحوم)

(پروفیسر ابو مسعود حسن علوی ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۰ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے (اناللہ واناالیہ راجعون) خداوند تعالی مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے 'آمین' مرحوم ایک ممتاز عالم دین، محقق اور خادم قرآن تھے۔ آپ نے قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے انتھک و قابل قدر خدمات انجام دیں۔

آپ ''المیزان'' کی مجلس مشاورت کے معزز اراکین میں شامل تھے۔ ''المیزان'' کی ترقی میں آپ کا کردار قابل ذکر ہے۔ ادارہ خداوند متعال سے مرحوم کی بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کا خواہاں ہے۔

ان کے حالات زندگی اور خدمات سے متعلق مرحوم کی خود نوشت نظر قارئین کی جاتی ہے)۔

از روزگار خویش ندانم جزاین قدر
خوابم زیاد رفتہ و تعبیرم آرزوست

راولپنڈی شہر سے کوئی ۳۰ کلو میٹر جانب جنوب دریائے سواں کے مشرقی کنارے پر ایک پہاڑی ٹیلے پر ایک گاؤں آباد ہے جسے دریائے سواں نے ایک جزیرہ نما کی شکل دے رکھی ہے. اس گاؤں کے مشرق میں ایک وسیع زرخیز شاداب قطعہ زمین دور تک پھیلتا چلا گیا ہے. ''سروبہ'' نامی اس گاؤں کی تمام آبادی قطب شاہی اعوان خاندان سے تعلق رکھتی ہے.

میں پہلی جنگ کے اختتام پر اسی گاؤں کے ایک قدیم علمی گھرانے میں متولد ہوا. دادا مرحوم اپنے وقت کے ایک مشہور جید عالم دین تھے، بہت سے مشہور علماء نے ان سے فیض علم حاصل کیا تھا. گاؤں کے اکثر بڑے بوڑھے ان کے علمی اور روحانی کمالات کے قصے بیان کرتے تھے. ناظرہ قرآن مجید اور فارسی کی درسی کتب کی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی اور قریب کے ایک ورنیکلر مڈل سکول کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا. ہمارے علاقہ میں اس وقت کوئی انگریزی سکول نہ تھا اس لئے مزید تعلیم کے لئے انجمن حمایتِ اسلام اسلامیہ ہائی سکول ریلوے روڈ گوجر خان میں

داخلہ لیناپڑا. والد مرحوم کی شروع ہی سے یہ خواہش تھی کہ مجھے دینی تعلیم دلائی جائے. ان دنوں ہمارے علاقہ کے ایک مشہور عالم دین اور محدث مولانا عبدالعزیز سہالوی شیرانوالہ گیٹ گوجرانوالہ میں خطیب اور عربی مدرسہ انوارالعلوم کے ناظم اعلیٰ تھے. والد مرحوم کے ان سے ذاتی مراسم تھے. چنانچہ درس نظامی کی تعلیم کے لئے مجھے گوجرانوالہ کے اس مدرسہ میں داخل کرایا گیا تقریباً پانچ سال یہاں رہ کر درس نظامی کی تکمیل کی. مولانا محمد چراغ گجراتی مولانا محمد خلیل جہلمی. مولانا عبدالقدیر اور مولانا محمد یوسف اکھوڑوی جیسے اساتذہ سے میں نے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی. اسی دوران اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ کے ایک سینئر استاد مولوی رشید احمد ایم اے کے قائم کردہ ادارہ سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا.

درس نظامی سے فراغت کے بعد دورۂ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند گیا لیکن علالت کی وجہ سے تعلیم کو جاری نہ رکھ سکا. صحت یاب ہونے کے بعد چونکہ دورۂ حدیث کا کام بہت آگے جا چکا تھا. مجبوراً دہلی کا رخ کیا اور اورنیٹل کالج فتحپوری دہلی میں مولوی فاضل کلاس میں داخلہ لے لیا. مولانا سعید احمد اکبر آبادی مدیر "البرہان" اور ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین اس وقت کالج کے پرنسپل اور عربی کے استاد تھے مولانا موصوف اور مولانا محبوب الٰہی سے مولوی فاضل کی تعلیم حاصل کی. فاضل کے امتحان میں کامیابی کے بعد مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی میں ہی دورۂ حدیث میں شامل ہو گیا. مولانا سلطان محمود گجراتی شیخ الحدیث تھے. استاد مکرم مولانا رشید احمد ایم اے جن سے گوجرانوالہ میں منشی فاضل کی تعلیم حاصل کی تھی ان دنوں انجمن ترقی اردو، دریا گنج دہلی میں جنرل منیجر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے تعلیم سے فراغت پاتے ہی ان کی وساطت سے انجمن سے وابستگی پیدا کر لی انجمن کے اخبار "ہماری زبان" اور دہلی اردو کالج اور دوسرے شعبہ جات میں کام کرتا رہا. تقریباً چار سال تک دہلی میں قیام رہا. اس اثناء میں مفتی محمد کفایت اللہ اور مولانا عبید اللہ سندھی. شمس العلماء مولانا عبدالرحمٰن جیسی عظیم شخصیات کی مجالس میں حاضر ہونے کے مواقع بھی میسر آئے.

غیر منقسم ہندوستان میں دہلی کو اسلامی علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے مرکزیت حاصل تھی یہاں قیام کے دوران علمی لحاظ سے میں نے بہت کچھ سیکھا اور بقول سعدی تمتع زہر گوشئہ یافتم۔ لیکن ایک گمنام مگر صاحب کمال درویش منش انسان کے فیض صحبت نے میری زندگی کو حقیقی انقلاب سے دوچار کیا اس صاحب کمال بزرگ صوفی محمد اکبر کا آبائی وطن راولپنڈی تھا. یتیمی کی حالت میں ابتدائی زندگی گزاری. تین چار سال تک میرے آبائی گاؤں میں دادا مرحوم سے تعلیم حاصل کرتے رہے پھر ایک ہزاروی مولوی صاحب کے ہمراہ دہلی چلے آئے اور اب عرصہ سے یہاں ہی مقیم تھے. دینی تعلیم کے ساتھ فن کتابت میں مہارت پیدا کی اور اسی کو ذریعہ معاش بنایا لیکن اس وقت اسے بھی ترک کر کے ہمہ وقت دینی امور کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا. صوفی صاحب اس سابقہ تعلق

کی بنا پر مجھ پر خاص عنایت اور توجہ فرماتے. امام ابن تیمیہ. امام غزالی. شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتب کے مطالعہ کی تلقین کی اور بہت سے حقائق و رموز کو منکشف کیا. صوفی صاحب کے ان احسانات کو میں کبھی فراموش نہ کر سکا. انکے خلوص و محبت کی یاد اب بھی دل میں ایک تڑپ پیدا کر دیتی ہے. دہلی سے واپس آنے کے بعد تقریباً دو سال تک ان سے رابطہ قائم رہا پھر اچانک یہ سلسلہ منقطع ہو گیا. ذرائع سے پتہ چلا کہ وہ اس دار فانی سے رخصت ہو چکے ہیں. آہ

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میرؔ سے صحبت نہیں رہی

دہلی سے واپسی پر والد بزرگوار کے ایماء پر تاہلی زندگی اختیار کر لی تقریباً دو سال تک گاؤں کی پر سکون فضا میں بسر کئے. ۱۹۴۶ء میں دیہی زندگی کی اس غیر علمی فضا سے گھبرا کر راولپنڈی میں ملازمت اختیار کر لی. اسی دوران راولپنڈی میں پہلی بار منشی فاضل کلاس کا اجراء کیا. ملازمت کا سلسلہ صرف ایک سال تک جاری رہ سکا. ۱۹۴۷ء میں کالج روڈ راولپنڈی میں ایک متروکہ سکول کی عمارت میں عریبک مسلم ہائی سکول اور دار العلوم السنہ شرقیہ کی بنیاد رکھی. عربی فارسی اور اردو امتحانات کے لئے اس ادارہ کا باقاعدہ طور پر یونیورسٹی اور ینٹل کالج لاہور سے الحاق کرایا بعد میں اسی ادارہ کی طرف سے ''ادب و تاریخ'' نامی ایک ماہانہ جریدہ کا اجراء کیا جو آٹھ سال تک جاری رہا.

ہزاروں طلباء نے اس ادارہ سے اردو فارسی اور عربی کے امتحانات پاس کئے. ۱۹۶۰ میں مرکزی محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کر لی لیکن دار العلوم کے ماتحت ایم اے اردو فارسی اسلامیات اور عربی کی تدریس کا سلسلہ جاری رہا. ۱۹۷۶ء میں محکمہ تعلیم سے فارغ ہوا اور اسی سال چند صاحب علم و فضل احباب کے تعاون سے اسلامک ویلفیئر سوسائٹی رجسٹرڈ (مجمع بحوث اسلامی) کا قیام عمل میں آیا. سوسائٹی کی طرف سے چار کتابچے شائع ہو چکے ہیں.

۱۹۷۴ء میں لاہور کی اسلامی سربراہ کانفرنس میں اسلامی ممالک کے ساتھ روابط کے لئے پاکستان میں عربی زبان کی اشاعت کو ضروری سمجھا گیا اور پاکستان نیشنل سنٹر کے تحت جدید عربی کا سرٹیفکیٹ کورس شروع کیا گیا. اس کورس کو اسقدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ بہت جلد ملک کے تمام بڑے شہروں میں اس کے مراکز قائم ہو گئے. سرٹیفکیٹ کورس کی کم مائگی کو محسوس کرتے ہوئے ۱۹۸۳ء میں اسوقت کے ڈائریکٹر جنرل احمد حسن شیخ کی مساعی سے اسے ڈپلومہ کورس کا درجہ عطا کیا گیا جو نہایت احسن اقدام تھا لیکن افسوس کہ شیخ صاحب کے بعد یہ سلسلہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اور اس انتہائی مفید کام کی اہمیت سے چشم پوشی کرتے ہوئے اسے بند کر دیا گیا.

عربی زبان کے اس کورس سے شروع سے لے کر آخر تک میرا تدریسی نصابی اور انتظامی تعلق قائم رہا.

شاہ ولی اللہ دہلوی کے مطالعہ سے یہ بات ذہن میں پختہ ہو چکی تھی کہ ابتدائی عربی قواعد و ضوابط کی مختصر تعلیم کے بعد براہ راست قرآن فہمی کی استعداد بہم پہنچائی جا سکتی ہے. نیشنل سنٹر میں عربی کورس میں شامل ہونے والے

حضرات کے لئے ۱۹۸۲اور ۱۹۸۳ء میں تدریس اللغتہ القران کی پہلی کلاس شروع کی گئی. یہ کام نہایت دشوار اور وسائل نہایت محدود ہیں، تاہم محض اللہ کے توکل پر اسے شروع کر دیا گیا.

جلوۂ کاروان مانیست بہ نالۂ جرس
عشق تو راہ می برد شوق تو زادمی دہد

یہ سلسلہ نہایت کامیاب و ثابت ہوا اور اس وقت سے لے کر آج تک بدستور تدریس کا کام ہو رہا ہے اور اس میں شریک ہونے والے حضرات میں دس ماہ کی قلیل مدت میں براہ راست قرآن کو سمجھنے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے.

"تدریس اللغتہ القرآن" کو اور زیادہ مؤثر بنانے اور اس کے دائرۂ عمل کو وسعت دینے کے لئے ضروری تھا کہ تحریری شکل میں ایسی تشریحی تفسیر پیش کی جائے جس کی مدد سے ایک معمولی لکھا پڑھا آدمی اپنے اندر براہ راست قرآن فہمی کی استعداد پیدا کر سکے یہ امر عام تدریسی کام سے زیادہ دشوار اور محنت طلب تھا لیکن. ع

کار مشکل بود ما بر خویش آسان کردہ ایم

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لغوی تشریحات اور عربی گرائمر کے ساتھ اس کتاب مقدس "کا پہلا پارہ مکمل کر لیا گیا اس کے شروع میں عربی قواعد پر مشتمل "تسہیل لغتہ القرآن" رسالہ کے ساتھ منسلک کیا گیا تا کہ عربی گرائمر کے ان بنیادی قواعد کی مدد سے لغوی تشریحات کو سمجھنے میں سہولت پیدا ہو سکے.

میری تمام زندگی کے مطالعہ اور تجربات حیات کا ماحصل یہ ہے کہ اس کائنات میں صرف قرآن ہی ہماری رہنمائی کر سکتا ہے اور قرآن کی راہ ہی اصل راہ ہے. امام مالک فرماتے ہیں:

لَا يَصْلَحُ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهٖ اَوَّلُهَا

"اس امت کے آخری ادوار کی اصلاح صرف اسی سے کی جا سکے گی جس سے
اولین دور میں اس کی اصلاح کی گئی."

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس طریقہ سے قرآن فہمی کی تعلیمات پر میرا یقین پختہ سے پختہ تر ہو چکا ہے اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اب حیات مستعار کے بقیہ تمام لمحات کو اسی امر کے لئے وقف رکھوں گا شاید یہی بات میرے لئے نجات اخروی کا باعث بن جائے.

حسن صد بار بگفتہ کہ بندۂ توام
توہم یکبار بگو کہ بندۂ منی

☆☆☆